ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 25 جولائی 2000

پروبدھ چندر گھوش

بنام

ارِملاداسی ودیگر

[اے پی مسرا اور ایم ایس روما پال، جسٹسز]

مجموع ضابطہ دیوانی، 1908:

دفعہ 144، آرڈر 21، قاعدہ 35-بحالی کے لیے درخواست-بے نامی ٹرانزیکشنز/ممنوعہ ایکٹ 1988 کا اطلاق-منتقلی کی درخواست کے ذریعے شروع کی گئی دفعہ 144 کے تحت کارروائی سے پیدا ہونے والی عمل درآمد کی کارروائی دفعہ 144 کے تحت اجازت دی گئی-دفعہ 144 کے تحت مدعاعلیہ کو قبضہ بحال کرنے کے لیے تین ماہ کا وقت دیا گیا-مدعاعلیہ نے اس کا مقابلہ نہیں کیا-دریں اثنا موثر تاریخ 19.5.1988 سے بے نامی ٹرانزیکشنز ممنوعہ قانون نافذ ہوا-30.7.1988 قبضے پر اپیل کنندہ کو پہنچایا گیا-قانون کی دفعہ 4 کی خلاف ورزی کے طور پر عدالت عالیہ کے سامنے نظر ثانی میں چیلنج کردہ قبضے کی فراہمی-نظر ثانی کی اجازت-دعوی یا کارروائی، اگر بالکل بھی ہو، جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس کے ذریعے کیا گیا ہے-

ایس راج گوپال ریڈی (مردہ) بذریعہ قانونی نمائندہ۔ بنام پدمنی چندر شیکھرن (مردہ) بذریعہ قانونی نمائندہ۔[1995] 2ایس سی سی 630، حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 2351، سال 1989۔ سی او نمبر 2613، سال 1988 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے 12.10.88 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے ایس کے بھٹاچاریہ۔

جواب دہندگان کے لیے این آر چودھری اور جے پی پینڈی۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

فریقین کے لیے قابل مشورے سنے۔

یہ اپیل عدالت عالیہ کے 12 اکتوبر 1988 کے حکم کے خلاف ہدایت کی گئی ہے جس میں دفعہ 115، مجموع ضابطہ دیوانی کے تحت درخواست کی اجازت دی گئی تھی، جس کے بذریعے 20 جولائی 1988 کے حکم کو چیلنج کیا گیا تھا، مقدمے نمبر 13، سال 1986 میں، جس کے تحت مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 21، رول 35 کے تحت قبضہ کی فراہمی کے لیے ایک رٹ بنایا گیا تھا۔

ہمارے غور کے لیے جو سوال اٹھایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کیا بے نامی ٹرانزیکشن (جائیداد کی وصولی کے حق کی ممانعت) آرڈیننس 1988 توضیعات، جس کی جگہ بے نامی ٹرانزیکشنز پروہیبیشن ایکٹ 1988 نے لے لی ہے، مجموع ضابطہ دیوانی کی دفعہ 144 کے تحت کارروائی سے پیدا ہونے والی عمل درآمد کی کارروائی پر لاگو ہوں گی، جو منتقلی کے ذریعے حقیقی مالک کی وارث سے بے نامیدار کے خلاف شروع کی گئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، جمع کروانا یہ ہے کہ آیا ایکٹ کی دفعہ 4 میں ظاہر ہونے والے لفظ 'ایکشن' اور 'دعوا' کا مطلب ہے اور اس میں دفعہ 144 مجموع ضابطہ دیوانی کے تحت کارروائی شامل ہے۔

مختصر حقائق یہ ہیں کہ متنازعہ مقدمہ جائداد اصل میں تلسی بالا کے نام پر تھی۔ پلاٹ نمبر 615 میں پڑی اس مقدمہ جائداد کا ایک حصہ ارملا داسی کے نام سے خرید ا گیا تھا جو ہم سے پہلے

مدعاعلیہ ہے اور تلسی بالا کی موت کے بعد وہ واحد وارث بن گئی۔1952 میں کسی وقت ریویژنل سیٹلمنٹ آپریشن میں یہ جائیدادانیل منی داسی اور ارملا داسی کے نام سے درج کی گئی تھی۔10 مئی 1967 کوانیل منی داسی نے تقسیم میں مذکورہ مقدمہ جائداد حاصل کرنے کے بعد ہمارے سامنے اپیل کنندہ پروبودھ چندر گھوش کو سوٹ کی پوری جائیداد فروخت کر دی۔دسار تھی دوسرے شریک حصص داروں میں سے ایک تھااور جادھوپور کی یہ جائیداد خصوصی طور پر ارملا بالا کوالاٹ کی گئی تھی۔مذکورہ پروبودھ چندر گھوش کی طرف سے مذکورہ خریداری کے فورا بعد، اس نے سوٹ کی جائیداد پر قبضہ کر لیا۔اس کی وجہ سے مدعاعلیہ کی طرف سے مقدمہ دائر کیا گیا۔اس نے اپنے لقب کے اعلان اور اس اعلان کے لیے بھی دعا کی کہ 10 مئی 1967 کا مذکورہ فروخت کا دستاویز اس پر پابند نہیں تھااور اس کی ملکیت کی بازیابی کے لیے بھی۔اس کا معاملہ یہ تھا کہ سوٹ کی جائیداد اس کی ماں نے اپنے ستریدھن سے خریدی تھی۔سوٹ ڈیگریڈ تھا۔اس کے بعد، اپیل کنندہ نے اپیل دائر کی اور اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران، مدعاارملا داسی نے عدالت کے بذریعے ڈگری پر عمل درآمد کرتے ہوئے 21 فروری 1976 کو اپیل کنندہ سے مقدمہ جائداد پر قبضہ کر لیا۔آخر کار، اپیل کو نمٹا دیا گیا اور ٹرائل عدالت کی ڈگری کو الٹ دیا گیا۔اس کے بعد مدعاعلیہ ارملا داسی نے دوسری اپیل کو ترجیح دی جسے اپیلٹ عدالت کے فیصلے اور ڈگری کی تصدیق کرتے ہوئے نمٹا دیا گیا۔اس فیصلے کے خلاف مدعاعلیہ نے ایس ایل پی کو ترجیح دی جسے بھی 7 اگست 1987 کو مسترد کر دیا گیا۔

نتیجتا، 17 اپریل 1986 کو اپیل کنندہ نے قبضہ کی بحالی کے لیے دفعہ 144 مجموع ضابطہ دیوانی کے تحت درخواست دائر کی۔4 مارچ 1988 کو بحالی کی درخواست کی اجازت دی گئی۔تاہم، مدعاعلیہ کو قبضہ واپس کرنے کے لیے تین ماہ کا وقت دیا گیا۔معاملہ یہ ہے کہ ان کارروائیوں میں مدعاعلیہ پیش ہوالیکن اس کا مقابلہ نہیں کیا۔اس وقت موجودہ تنازعات کی بنائے نالش اس انٹر میگنم کے دوران 19 مئی 1988 کو بے نامی ٹرانزیکشن (جائیداد کی

وصولی کے حق کی ممانعت) آرڈیننس، سال 1988 نافذ ہوا۔ 20 جولائی 1988 کو آرڈر 21 رول 35 کے تحت اپیل کنندہ کے قبضے کی بحالی کے لیے ایک رٹ جاری کی گئی۔ 30 جولائی 1988 کو قبضہ اپیل کنندہ کے حوالے کر دیا گیا۔ قبضہ کی اس فراہمی کو مدعا ارملا داسی نے کلکتہ عدالت عالیہ میں چیلنج کیا تھا۔ اس ترمیم کی اجازت دی گئی اور اپیل کنندہ کو قبضہ پہنچانے کا حکم اس بنیاد پر خارج کر دیا گیا کہ یہ مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ 2 کی شق کی خلاف ورزی ہے جو کہ ایکٹ کی دفعہ 4 ہے۔ یہ نظر ثانی کا حکم ہے، جو ہمارے سامنے چیلنج کا موضوع ہے۔ یہ دلچسپ ہے کہ اپیل کنندہ کے قابل وکیل اور مدعا علیہ کے قابل وکیل دونوں قانونی نمائندہ کے ذریعے ایس راج گوپال ریڈی (مردہ) میں رپورٹ کیے گئے اسی فیصلے پر انحصار کر رہے ہیں۔ بنام پدمنی چندر شیکھر (مردہ) بذریعہ قانونی نمائندہ، [1995] 2 ایس سی سی 630۔ مذکورہ ایکٹ کے دفعہ 4 کے حوالے سے اپیل کنندہ کے قابل وکیل نے پیش کیا کہ ایکٹ کے دفعہ 4 کی شرائط عمل میں ماضی سے متعلق نہیں ہیں اور اس لیے، چونکہ یہ دعوی اگر ایکٹ کے نافذ ہونے کے وقت بالکل زیر التوا تھا، اس لیے دفعہ 4 کا کوئی اطلاق نہیں ہوگا۔ اس طرح، عدالت عالیہ کی طرف سے درج کردہ اس کے برعکس نتیجہ الگ کرنے کا ذمہ دار ہے، جبکہ مدعا علیہ کے وکیل کا کہنا ہے کہ یہ فیصلہ دفعہ 4 کو عمل میں ماضی سے متعلق قرار دیتا ہے۔

اس دفعہ میں واضح کیا گیا ہے کہ "بے نامیدار کے زیر قبضہ کسی بھی جائیداد کے سلسلے میں کسی بھی حق کو نافذ کرنے کے لیے کوئی مقدمہ، دعوی یا کارروائی اس جائیداد کے حقیقی مالک ہونے کا دعوی کرنے والے شخص کی طرف سے یا اس کی طرف سے نہیں ہوگی۔" مدعا علیہ کے لیے اس کی بنیاد پر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ یہ تنازعہ میں نہیں ہے کہ مدعا علیہ جائیداد کو بے نامیدار کے طور پر رکھتا ہے، اور اپیل کنندہ جائیداد کا حقیقی مالک ہونے کا دعوی کر رہا ہے لہذا دفعہ 144، مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت موجودہ درخواست کو روک دیا جائے گا۔ مذکورہ فیصلے پر انحصار کرتے قابل اپیل کنندہ کے فاضل وکیل پیش کرتے ہیں کہ دفعہ 4(1) ماضی سے متعلق نہیں

ہے اس لیے یہ زیر التواء کارروائی پر لاگو نہیں ہوگی، یعنی۔ مقدمات، دعوے اور اقدامات جو دفعہ 4 کے نافذ ہونے سے پہلے ہی دائر کیے جا چکے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، جس چیز پر پابندی ہے وہ یہ ہے کہ حقیقی مالک کی طرف سے مقدمہ دائر کرنا یا بے نامیدار کے پاس موجود کسی بھی جائیداد کے سلسلے میں اپنے حق کو نافذ کرنا۔ مذکورہ فیصلے میں مزید درج کیا گیا ہے کہ دفعہ 4 کی ذیلی دفعہ (1) کے عمل میں ماضی کے لین دین بھی شامل ہیں جہاں بے نامیدار کے پاس موجود جائیداد کے سلسلے میں کسی حقیقی مالک کے طور پر کسی کے ذریعہ حاصل کردہ کوئی حق ہے۔ اس کو مثال کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہے، یعنی اگر 1980 میں بے نامی لین دین ہوا ہے اور مدعی کی طرف سے جون 1988 میں یہ دعوی کرتے ہوئے مقدمہ دائر کیا گیا ہے کہ وہ جائیداد کا حقیقی مالک ہے اور مدعا علیہ محض ایک بے نامیدار ہے تو اس طرح کا مقدمہ دفعہ 4 (1) کے پیش نظر نہیں ہوگا، اس عدالت نے مذکورہ فیصلے میں کہا:

"اس سلسلے میں، یہ نظریہ کہ دفعہ 4(1) اس طرح کے زیر التواء مقدمات پر بھی لاگو ہوگا جو دفعہ کے نافذ ہونے کی تاریخ سے پہلے ہی دائر اور زیر غور تھے اور جس کا اثر مدعی کے اس وقت کے موجودہ حق کو تباہ کرنے کا ہے۔ مقدمہ جائیداد کے سلسلے میں دفعہ 4(1) کی واضح زبان کے باوجود برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ تصور کرنا ہوگا کہ مقننہ نے اپنی دانشمندی سے دفعہ کو واضح طور پر پس منظر نہیں بنایا ہے۔"

تاہم، مدعا علیہ کے لیے قابل وکیل اسی فیصلے کے دوسرے حصے پر انحصار کرتا ہے، جس کا حوالہ ذیل میں دیا گیا ہے۔

"تاہم، یہ درست ہے جیسا کہ ڈویژن بنچ نے فیصلہ دیا ہے کہ دفعہ 4(1) کی واضح زبان پر کسی بھی جائیداد کے حوالے سے حقیقی مالک کی سماعت کا کوئی بھی حق دفعہ 4(1) کے چلنے کے بعد ختم ہو جائے گا، چاہے اس طرح کا لین

دین دفعہ 4(1) کے عمل میں آنے سے پہلے کیا گیا ہو اور اس لیے دفعہ 4 (1) کے لاگو ہونے کے بعد بھی اس طرح کے ماضی کے بے نامی لین دین کے حوالے سے کوئی مقدمہ نہیں ہو سکتا۔ اس حد تک دفعہ ریٹرو ایکٹیو ہو سکتا ہے۔"

اس حوالہ شدہ حصے پر انحصار کرتے ہوئے مدعا علیہ کے لیے جمع کرانا غلط فہمی ہے۔ اس عدالت نے پہلے حصے میں فیصلہ دیا کہ یہ دفعہ ماضی سے متعلق نہیں ہے لیکن اس آخری حوالہ شدہ حصے سے مراد یہ ہے کہ یہ حقیقی مالک اور بے نامیدار کے درمیان ماضی کے لین دین کا احاطہ کرے گا۔ دوسرے لفظوں میں لین دین ماضی کا ہو سکتا ہے لیکن مقدمے کا دعوی یا کارروائی ایکٹ کے نافذ ہونے کے بعد نہیں ہو گی۔

وہ مزید پیش کرتا ہے، پچھلی کارروائی میں، جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے، معاملہ فریقین کے درمیان حتمی ہو گیا، جہاں یہ درج کیا گیا ہے کہ جواب دہندگان بے نامیدار ہیں۔ اگر ایسا ہے تو، اپیل کنندہ کی طرف سے موجودہ کارروائی جھوٹ نہیں ہو گی۔ ہمیں اس پیشکش میں کوئی میرٹ نہیں ملتا۔ دفعہ 4 کے لحاظ سے جو دیکھا جانا چاہیے وہ یہ ہے کہ آیا اپیل کنندہ نے موجودہ ایکٹ کے عمل میں آنے کے بعد کوئی مقدمہ یا کارروائی دائر کی ہے یا نہیں؟ اگر اس ایکٹ کے نافذ ہونے کی تاریخ پر مقدمہ، دعوی یا کارروائی زیر التوا تھی، تو اس کا فیصلہ قانون کے مطابق ہوتا رہے گا اور دفعہ 4 کی بار لاگو نہیں ہو گی۔ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ معاملے میں کیا حقائق ہیں، آیا مقدمہ، دعوی یا کارروائی مذکورہ ایکٹ کے عمل میں آنے کے بعد دائر کی گئی ہے یا اس وقت کیا زیر التواء تھا۔ اگر یہ زیر التواء تھا، تو دفعہ 4 کی پابندی لاگو نہیں ہو گی۔ جیسا کہ اوپر درج کیے گئے حقائق یہ ہیں کہ ٹرائل عدالت کے ذریعے مدعا علیہ کے حق میں ڈگری پاس کرنے کے بعد، اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران ڈگری پر عمل درآمد کیا گیا اور مدعا علیہ نے مقدمے کی جائیداد کا قبضہ حاصل کر لیا۔ ٹرائل کورٹ کے حکم کو واپس لینے

کے بعد، اپیل کنندہ کا دعوی حتمی ہو گیا جب اس عدالت نے مدعا علیہ کی خصوصی اجازت کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ پھر اپیل کنندہ نے 17 اپریل 1986 کو دفعہ 144 مجموع ضابطہ دیوانی کے تحت درخواست دی۔ 4 مارچ 1988 کو مذکورہ درخواست کی اجازت دی گئی۔ اگرچہ مدعا علیہ کارروائی میں پیش ہوا لیکن اس کا مقابلہ نہیں کیا۔ اس کے بعد ہی 19 مئی 1988 کو مذکورہ آرڈیننس نافذ ہوا۔ 20 جولائی 1988 کو آرڈر 21، رول 35 کے تحت قبضے کی بحالی کی رٹ دی گئی تھی اور قبضہ دراصل 30 جولائی 1988 کو پہنچایا گیا تھا۔

مدعا علیہ کے لیے قابل وکیل دفعہ 4 کے تحت دعوی یا کارروائی پیش کرتا ہے جس میں عمل درآمد کی کارروائی شامل ہوتی ہے جو صرف اس وقت ختم ہوتی ہے جب قبضہ ڈگری کے تحت پہنچایا جاتا ہے اور جیسا کہ یہ آرڈر 21 رول 35 مجموع ضابطہ دیوانی کے تحت ایک حکم کے بذریعے کیا گیا تھا جو مذکورہ آرڈیننس کے بعد تھا لہذا اپیل کنندہ کے دعوے کو دفعہ 4 کے بذریعے روک دیا گیا تھا اور یہ قانون میں غیر مستحکم ہے۔ یہ پیشکش دفعہ 4 کی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ موجودہ معاملے میں یہ ہمارے لیے ضروری نہیں ہے اور نہ ہی ہم دفعہ 4 کے تحت لفظ "دعوی" یا "کارروائی" کے دائرے کا فیصلہ کر رہے ہیں کہ آیا اس میں عمل درآمد کی کارروائی شامل ہوگی یا نہیں۔ یہاں ہم محض یہ فیصلہ کر رہے ہیں کہ آیا تسلیم شدہ حقائق پر کوئی دعوی، کارروائی یا مقدمہ زیر التوا تھا یا نہیں یا آیا اپیل کنندہ نے ایکٹ کے نافذ ہونے کے بعد کوئی مقدمہ، دعوی یا کارروائی دائر کی ہے؟ جیسا کہ ہم نے اوپر دعوی یا کارروائی درج کی ہے، اگر بالکل بھی ہو، جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اپیل کنندہ نے 17 اپریل 1976 کو مجموع ضابطہ دیوانی کی دفعہ 144 کے تحت درخواست دائر کی تھی جو ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ یہاں تک کہ 4 مارچ 1988 کو اس کی اجازت دینے کا حکم بھی منظور کیا گیا تھا جو مذکورہ آرڈیننس کے نافذ ہونے سے پہلے تھا۔ آرڈر 21 رول 35 کے تحت مذکورہ ایکٹ کے بعد صرف قبضہ بحال کرنے سے دفعہ 4 کی پابندی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ایک بار جب یہ

غیر متنازعہ ہو جائے کہ ایکٹ سے پہلے دفعہ 144 مجموع ضابطہ دیوانی کے تحت درخواست دی گئی تھی تو دعوی ایکٹ کے نافذ ہونے کی تاریخ پر زیر التوار ہے گا۔ایک بار جب یہ کہا جاسکے کہ دعوی زیر التواء ہے تو مذکورہ دفعہ 4 کے لحاظ سے،اس طرح کے دعوے کو روکا نہیں جائے گا۔

اس کے مطابق، ہم دیکھتے ہیں کہ عدالت عالیہ نے تشریح کرنے میں غلطی کی، دفعہ 4 کو عمل میں ماضی سے متعلق ہونا چاہیے۔ درحقیقت، لفظ 'دعوی' کا مطلب ایسی چیز ہے جس پر حق کو نافذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس کے لیے انکار ہوتا ہے۔ موجودہ معاملے میں، ہم دیکھتے ہیں، جب قبضے کا حکم دیا گیا تھا، دفعہ 144 مجموع ضابطہ دیوانی کے تحت درخواست کی اجازت 4 مارچ 1988 کو منظور کی گئی تھی، تو مدعاعلیہ کی طرف سے کوئی مقابلہ نہیں تھا۔اس طرح، جب آرڈر 21 کے تحت حکم منظور کیا جاتا ہے، تو قاعدہ 35 باضابطہ طور پر قبضے کو بحال کرنا نہ صرف بغیر کسی تنازعہ کے حکم کے نتیجے میں حکم تھا، لہذا کوئی بھی دعوی اگر ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے ہی مطمئن ہو گیا تھا۔کسی بھی صورت میں اسے ایکٹ کے نافذ ہونے کے بعد کیے گئے دعوے یا کارروائی کے طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔آرڈر 21، قاعدہ 35 کے تحت حکم منظور کرنا عدالت کا ایک عمل ہے، یہ اپیل کنندہ کی طرف سے کی گئی کارروائی یا دعوی نہیں ہے۔اصل مالک کی طرف سے دعوی یا کارروائی کرنے میں کس چیز کی ممانعت ہے۔اپیل کنندہ مالک ہے اور اس نے ایسا کوئی دعوی نہیں کیا ہے۔دعوی اگر بالکل بھی دفعہ 144 کے تحت درخواست دے رہا تھا جو ایکٹ سے پہلے کی تھی، جسے ایکٹ کے نافذ ہونے پر زیر التوا سمجھا جائے گا۔ لہذا ان تمام وجوہات کی وجہ سے جواب دہندگان کی جانب سے پیش کردہ عرضیوں کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ایکٹ کی دفعہ 4 کی بنیاد پر ان کارروائیوں پر کوئی پابندی نہیں لگائی جائے گی۔

اس کے مطابق، ہم اس اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور عدالت عالیہ کے 12 اکتوبر 1988 کے متنازعہ نظر ثانی کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ پارٹیوں پر لاگت۔

آر۔پی۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24